سید احمد شہیدؒ کی تحریک کا اثر - اردو ادب پر

مولانا عبدالحلیم چشتی

(۲)

حقیقۃ الصلوٰۃ کی طباعت میں نیا اہتمام

اس کے ابتدا ہی مصطفٰے خاں لکھنوی کے برادر خورد مولوی عبدالرحمن خاں شاکر حنفی نے اپنے مطبع نظامی کانپور سے یہ دونوں رسالے خط نسخ جلی میں اعراب کے ساتھ چھاپے اور اس میں صحت کے ساتھ اعراب کا بھی اہتمام کیا تاکہ ہندوستان کے ہر صوبے کے لوگ اس کو آسانی سے صحیح صحیح پڑھ سکیں اور پورا پورا فائدہ اٹھائیں۔ اس دور میں اردو زبان کی غالباً یہ پہلی کتاب تھی جو خط نسخ میں اعراب کے ساتھ شائع کی گئی تھی۔ یہ اہتمام تو کسی اردو شاعر کے دیوان کے ساتھ بھی کبھی نہیں ہوا۔ اسی سے اس کی قبولیت کا اندازہ کیا جا سکتا ہے یہ متوسط التقطیع کے ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔

چوتھی مرتبہ حقیقۃ الصلوٰۃ اور تفسیر سورہ فاتحہ مولوی ابو محمد جمیل کی حسب فرمائش پرکاش سٹیم پریس لاہور میں اب سے کوئی ۴۲ سال پہلے سنہ ۱۳۴۳ھ میں چھپی تھی جس کے ساتھ مثنوی "سلک نور" بھی طبع ہوئی تھی، ناشر نے حقیقت الصلوٰۃ اور مثنوی "سلک نور" کو ابن عبدالغنی کی تصنیف قرار دیا ہے۔ عبدالغنی شاہ اسماعیل شہیدؒ کے والد کا نام ہے۔

مثنوی سلک نور، ابن عبدالغنی، یعنی شاہ اسمٰعیل شہیدؒ کی طبع زاد نظم ہے لیکن حقیقت الصلوٰۃ ان کی تصنیف نہیں بلکہ سید احمد شہیدؒ کی تالیف ہے۔ شاہ اسمعیل شہیدؒ سے اس کا انتساب ناقل یا ناشر کی غلطی ہے، حقیقۃ الصلوٰۃ تو سید احمدؒ اور شاہ اسماعیل شہیدؒ کی زندگی ہی میں سید احمد شہیدؒ کے نام سے شائع ہو چکی ہے لہٰذا اس کا انتساب سید احمد شہید سے قطعی طور پر درست اور شک وشبہ سے بالاتر ہے۔

حقیقۃ الصلوٰۃ میں اضافہ و الحاق

حقیقۃ الصلوٰۃ طبع چہارم میں اگرچہ لفظی تغیر تو کم ہوا ہے لیکن جملوں میں تقدم و تاخر بکثرت پایا جاتا ہے علاوہ ازیں اس میں چند ابواب کا اضافہ بھی ہے جیسے اذان کا بیان، نماز جنازہ کا بیان، ساتوں کلموں کی تشریح، دعائے الاستغفار، حقیقۃ الصلوٰۃ، طبع اول میں جو خود حضرت سید احمد شہیدؒ کی زندگی میں شائع ہوئی تھی، ان ابواب کا سرے سے ذکر ہی نہیں ہے لہذا یہ سب الحاقی ہیں۔

حقیقۃ الصلوٰۃ کی انوار الصلوٰۃ کے نام سے اشاعت

پھر پانچویں مرتبہ محمد ثناء اللہ خاں نے ۱۳۶۹ھ میں اس "حقیقۃ الصلوٰۃ" اور "تفسیر سورۂ فاتحہ" کو لاہور سے شائع کیا، سرورق پر مصنف کی حیثیت سے سید احمد شہید کا نام بھی دیا گیا ہے، البتہ کتاب کو اس کے اصلی نام حقیقۃ الصلوٰۃ کی بجائے انوار الصلوٰۃ کے نام سے شائع کیا گیا حالانکہ وہ عبارت جس میں اس کو حقیقۃ الصلوٰۃ کے نام سے موسوم کیا گیا ہے اس مطبوعہ نسخے کے آخر میں بھی موجود ہے مگر مقدمہ نگار محمد یٰسین صاحب الہ آبادی نے اس کو پھر بھی انوار الصلوٰۃ ہی سے موسوم کیا ہے یہ طبع پنجم اگرچہ طبع چہارم کی بہ نسبت زیادہ صحیح ہے کیونکہ یہ ایک ایسے مخطوطہ سے منقول ہے جو اصل مطبوعہ نسخے کی نقل ہے جیسا کہ مقدمہ نگار کے حسب ذیل الفاظ سے ظاہر ہے وہ لکھتے ہیں۔

> "حضرت جدی مولانا شاہ رحیم بخش گوپاموی رحمۃ اللہ علیہ کی قلمی کتابوں میں ایک تفسیر دلپذیر قدوۃ العارفین مجدد الملتہ والدین حضرت مولانا سید احمد بریلویؒ کی نظر سے گذری جو طریقہ نماز اور سانتھ ہی سورۂ فاتحہ و قل ہو اللہ شریف کے (کی) تفسیر کے متعلق تھی جس کو قطب وقت حضرت مولانا شاہ عبدالحیٰ صاحب دہلویؒ نے قلمبند فرمایا تھا۔"[۲۱]

منقولہ نسخہ میں ناقل سے نقل کے وقت سنہ طباعت رہ گیا تھا جس کو مقدمہ نگار نے محض تخمین اور اندازہ سے ۱۲۴۱ھ کر دیا ہے حالانکہ اس کا سن طباعت ۱۲۳۷ھ ہے جیسا کہ ہم نے "بینات" کی جلد اول شمارہ نمبر میں بیان کیا ہے، یہ نسخہ چونکہ اصل مطبوعہ نسخہ کی نقل ہے اس لئے اس کے جملوں میں تو تقدم و تاخر نہیں ہوا لیکن معلوم نہیں کاتب یا ناشر کی بے احتیاطی سے بعض قدیم ساخت کے جملوں میں معمولی سا تغیر ہو گیا ہے مثلاً "جانا چاہیئے" کو "جاننا چاہیئے" کر دیا ہے اس سے زبان کسی حد تک اس دور کی تو ہو گئی لیکن

اس نے زبان اردو کے ارتقائی تاریخ نگار کو جو مشکلات پیدا کردیں وہ اہل نظر سے مخفی نہیں۔

اس مطبوعہ نسخے میں بعض جگہ بیاض بھی ہے جیسے صہ ۹ پر "مقسر" کے بعد بیاض ہے حالانکہ یہاں صرف "ر" رہ گئی ہے۔ دراصل لفظ "مقسر ر" ہے ایک آدھ جگہ عبارت مسخ ہوکر بالکل مطلب ہی خبط ہوگیا ہے جیسے صہ پر ہے " مشقت میں ڈالنا نفس کا اس کی سنتوں کے اوقات میں، نماز اس کے واسطے جہاد ہے۔" یہاں لفظ "سنتوں" کا ہے اور ایک جگہ صہ۱۴ پر "بندہ کو خدمت پابوسی کی اس پر لازم ہے" اصل میں اس طرح ہے "بندہ کو خدمت پاپچیے کی اس پر لازم ہے" تفسیر سورہ فاتحہ کا جو قدیم نسخہ انجمن ترقی اردو پاکستان کراچی کے کتب خانہ خاص میں محفوظ ہے وہ ابتدا سے ناقص ہے اس لئے "حقیقۃ الصلوٰۃ" اس میں پوری نہیں ہے تاہم جتنا حصہ اس میں موجود تھا وہ ہم نے اسی نسخہ سے نقل کیا ہے اور بقیہ حصہ مطبع مصطفائی[۲۲] لکھنؤ سے مکمل کیا ہے۔ ... مقابلہ میں کامل احتیاط کی ہے زبان و بیان میں کسی قسم کا کوئی تغیر نہیں کیا ہے تاکہ زبان کے تاریخ نگار کو زبان کی تدریجی ترقی کے ادوار کو سمجھنے میں کسی قسم کی دشواری نہ ہو۔

ہم نے حقیقۃ الصلوٰۃ کی صحت میں مطبع مصطفائی کے مطبوعہ نسخہ کو معیار بنایا کیونکہ اس کی صحت مستند ہے، مطبع مصطفائی کا نسخہ عربیہ نیو ٹاؤن کراچی کے کتب خانہ میں محفوظ ہیں۔ نسخہ کرم خوردہ ہے

حقیقۃ الصلوٰۃ کی تاریخی حیثیت

سید شہیدؒ کی اردو تصانیف میں حقیقۃ الصلوٰۃ سب سے پہلی اور آخری تصنیف ہی نہیں بلکہ اردو زبان میں اپنے طرز کی واحد کتاب ہے، حقیقۃ الصلوٰۃ کے موضوع پر یہ وہ تاریخی اور انقلاب آفریں تقریر ہے جو موصوف نے تیسری مرتبہ دہلی میں آمد کے موقعہ پر ۱۲۳۳ھ / ۱۸۱۸ء میں شیخ الاسلام[۲۳] مولانا عبدالحیٔ بن ہبتہ اللہ بڈھانوی المتوفی ۱۲۴۳ھ / ۱۸۲۸ء اور حجتہ الاسلام[۲۴] مولانا محمد اسمٰعیل بن عبدالغنی دہلوی شہیدؒ جیسے عبقریوں (geniuses) کے سامنے انہیں دو رکعت نماز پڑھانے اور بیعت کرنے سے قبل کی تھی، چنانچہ صاحب مخزن احمدی مولوی سید محمد علی بن عبدالسبحان رائے بریلوی المتوفی ۱۲۶۶ھ / ۱۸۵۰ء کا بیان ہے۔

سید المجاہدین داخل شاہجہاں آباد شدہ در ہموں مسجد	سید مجاہدین (سید احمد شہید) شاہجہاں آباد دہلی
کہ ذکرش بالا رفت مع چند رفقا فروکش شدند،	میں آئے تو اسی مسجد میں جس کا ذکر اوپر آیا ہے
اتفاقاً حضرت مولانا شاہ عبدالقادر صاحب	فروکش ہوئے اتفاقاً مولانا شاہ عبدالقادر

قدس سرہ کہ دراں مسجد، مقیم بودند، برائے ملاقات ایشاں با مولانا عبدالحیٔ صاحب آمدند و در اثنائے گفتگو ذکر اسرار صلوٰۃ و حضور قلب درمیان آمد، حضرت مولانا عبدالقادر صاحب در جواب مولانا عبدالحیٔ ارشاد فرمودند کہ شرح و بیان ایں مدعا در اکثر کتب تصوف و اخلاق مثل احیاء العلوم وغیرہ اسلاف بکمال تشریح و بیان فرمودہ اند بمجرد علم، حصول ایں مقصد و وصول ایں مطلب، بدون توسل مرشد کامل خیلے دشوار، بلکہ قریب محال۔ اگر عاشق ایں معشوقی بخدمت ایں جوان تازہ وارد کہ موسوم بسید احمد است بشتاب، و کمر ہمت استوار بستہ خدمتش دریاب، مولانا عبدالحیٔ صاحب بعد اصغاء ایں کلام بطلب مقصد و مرام خود بشتافتند و بکمال ضراعت و انکسار درخواست ایں مطلب عظمیٰ، رب کبیری کردند۔ امام المجاہدین کیفیت الصلوٰۃ بہ نہجیکہ در رسالہ موسومہ بحقیقت الصلوٰۃ کہ مصنفہ آنحضرت است، بیان فرمودہ اختتام کلام برایں مرام نمودند کہ مولانا صاحب حصول ایں مقصد بگفت گو راست نمی آید، ہمیں نماز است کہ در بدو نبوت سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم حضرت جبرائیل امین بحکم رب العالمین برائے تعلیم آں امامت فرمودہ اند، بیا بہ ہمیں، تحریمہ دو رکعت نماز باقتدایم بربند، مولانا علیہ الرحمۃ حسب الامر بعمل آوردہ، تحریمہ دو رکعت نماز باقتداء آں

جو اسی مسجد میں قیام پذیر تھے ان سے ملنے کے لئے مولانا عبدالحیٔ صاحبؒ کے ہمراہ تشریف لائے اثنائے گفتگو میں اسرار صلوٰۃ اور حضور قلب کا ذکر آیا حضرت مولانا عبدالقادر صاحبؒ نے مولانا عبدالحیٔ کے جواب میں ارشاد فرمایا کہ تصوف و اخلاق کی کتابوں میں جیسے کہ احیاء العلوم وغیرہ ہے قدماء نے نہایت تفصیل سے کلام کیا ہے۔ محض علم سے یہ مقصد حاصل نہیں ہو سکتا اور بغیر مرشد کامل اس مقصد تک رسائی بہت مشکل ہے۔ بلکہ قریب قریب محال ہے اگر اس مقصد سے تم کو عشق ہے تو اس نو وارد جوان کی خدمت میں رہو جو سید احمد کے نام سے مشہور ہے اس امر کی تحصیل میں تاخیر نہ کرو اور کمر ہمت کس لو اور اس کی صحبت میں رہو مولانا عبدالحیٔ صاحب نے بغور ان باتوں کو سنا اور اپنے مقصد کے حصول میں عجلت سے کام لیا اور نہایت انکسار و تضرع سے اس مقصد عظیم کے حصول کی درخواست کی۔ امام مجاہدین نے نماز کی کیفیت اس طریقہ پر بیان فرمائی جو اس رسالہ میں جس کا نام حقیقت الصلوٰۃ ہے مذکور ہے یہ رسالہ سید شہید کی تصنیف ہے سید شہید نے بات کو اس پر ختم کر دیا کہ مولانا صاحب یہ مقصد گفت گو سے حاصل نہیں ہو سکتا یہی نماز ہے جو حضرت جبرئیل امین نے پروردگار عالم

عالی جناب بر لب بستند دریں مقام، اکثر آں عالی مقام بیان می فرمودند کہ آنچہ در آں دو رکعت یافتہ ام، ہیچگاہ در عمر خود نیافتہ ام، مولانا موصوف بعد فراغ نماز مذکور، از خدمت شریف اجازت خواستہ، بخانہ خود تشریف آوردہ فی الفور مولانا محمد اسماعیل شہید کہ از اعاظم تلمیذان مولانا ممدوح اند، طلب داشتہ، حال آں دو رکعت نماز ہیچے کہ در رسالہ حقیقت الصلوٰۃ است، من وعن بیان فرمودہ مولانا دست مولانا عبدالحئی صاحب گرفتہ بخدمت سید المجاہدین بشتافتند، وہمچوں مولانا مذکور حضرت مولانا شہید ہم فراغ صلوٰۃ مقصد و مطلب خود یافتند[۲۵]

کے حکم سے خود امام بن کر سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کو آغاز نبوت میں پڑھائی تھی آؤ اور کھڑے ہو کر دو رکعت نماز کے تحریمہ کی نیت میری اقتدا میں باندھو۔ مولانا علیہ الرحمہ نے حسب الارشاد موصوف کی اقتدا میں اسی جگہ میں دو رکعت نماز کی نیت باندھ لی۔ موصوف اکثر فرماتے تھے کہ جو کچھ میں نے ان دو رکعتوں میں پایا ہے وہ کبھی عمر میں نہیں پایا۔

مولانا موصوف نے نماز سے فراغت کے بعد سید شہیدؒ سے اجازت لی، اپنے گھر تشریف لائے اور فوراً مولانا محمد اسمٰعیل شہید کو جو مولانا ممدوح کے نامور تلامذہ میں سے تھے بلا کر ان دو رکعتوں کا حال اسی طریقہ پر جو رسالہ حقیقت الصلوٰۃ میں مذکور ہے من وعن بیان فرمایا مولانا شاہ اسماعیل شہیدؒ مولانا عبدالحئی صاحب کا ہاتھ پکڑ کر سید شہیدؒ کی خدمت میں آئے اور مولانا موصوف کی طرح مولانا اسمٰعیل شہیدؒ نے بھی بعد فراغت نماز اپنا مقصد پا لیا۔

مذکورہ بالا اقتباسات میں رسالہ حقیقت الصلوٰۃ کا ذکر دو مرتبہ آیا ہے۔ جس میں اس امر کی بھی تصریح ہے کہ "مصنفہ آں حضرت است" لیکن تعجب ہے کہ سید صاحبؒ کے نامور سوانح نگار مولانا سید ابوالحسن علی ندوی نے "سیرت سید احمد شہید" میں اور مولانا غلام رسول مہر نے "سید احمد شہید" میں اس واقعہ کو مخزن احمدی کے حوالہ سے نقل کیا ہے مگر انہیں پھر بھی رسالہ حقیقت الصلوٰۃ کے سید صاحبؒ کی تصانیف سے ہونے پر متنبہ نہ ہو سکا۔

ان کے پیش رو منشی محمد جعفر تھانیسری المتوفی سنہ ۱۳۰۵ھ نے تواریخ عجیبہ موسوم بہ سوانح احمدی

میں یہ واقعہ بیعت ہی کو نہیں بیان کیا بلکہ اس تقریر کو جو رسالہ حقیقت الصلوۃ میں مذکور ہے اختصار اور اپنے اضافہ کے ساتھ زینت کتاب بھی کر دیا ہے اور لطف یہ ہے کہ اختتام اقتباس پر لفظ انتہیٰ بھی لکھ دیا ہے وہ خاتمہ اقتباس یہ ہے۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہہ کر دربار سے رخصت ہو جائے انتہیٰ[۲۶] اور پھر یہ بھی تحریر فرمایا ہے یہ تقریر کا خلاصہ ہے جو سید صاحبؒ نے مولوی عبدالحی صاحب سے فرمائی تھی، ورنہ اس پوری تقریر اور تشریح کے بیان کرنے سے خود مولوی عبدالحی صاحب قاصر تھے[۲۷]

منشی محمد جعفر تھانیسری نے مذکورہ بالا اقتباس اگرچہ سید صاحبؒ کی تصنیف حقیقت الصلوٰۃ ہی سے نقل کیا ہے مگر اس کا نام تک نہیں لیا ہے اور نہ سید شہیدؒ کے سلسلۂ تصانیف میں کہیں اس کا ذکر کیا ہے۔

مولانا کرامت علی جونپوری المتوفی ۱۲۹۰ھ نے مولانا عبدالحیؒ سے انہی کے الفاظ میں واقعہ بیعت کی جو تقریر "نور علی نور" میں نقل کی ہے، اس میں معلوم ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحیؒ نے جواب کو سائل کے سوال کی حد تک محدود رکھا ہے اور صرف آپ بیتی کے بیان پر اکتفا کیا ہے۔ سید شہیدؒ کی تقریر سے تعرض نہیں کیا اسی لئے اس میں رسالہ حقیقت الصلوٰۃ کا ذکر نہیں آیا ہے مولانا کرامت علی جونپوریؒ کے اس بیان سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے کہ مولف مخزن احمدی کا یہ لکھنا کہ شاہ عبدالقادر قدس سرہ کہ دراں مسجد مقیم بودند" یہ ان کا سہو ہے، موصوف کا بیان ہے۔

اب مرشد برحق سید احمد قدس سرہ جو مرشد صاحب تاثیر تھے اور ان کے صاحب طریقہ ہونے کا بیان جو حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ نے فرمایا تھا اس حکایت کو سنو۔

حکایت، اس حکایت سننے کے پہلے یاد رکھو کہ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ حضرت سید احمد صاحب کو ان کے ابتداء وقت سے میر صاحب کہا کرتے تھے اور حضرت مولانا عبدالحی صاحب اور ہم سب معتقد لوگ میاں صاحب کہا کرتے تھے اور مولانا عبدالحی مولانا محمد اسمٰعیل کو میاں محمد اسمٰعیل کہا کرتے تھے، چونکہ اس حکایت کو ہم بجنسہ لفظ بلفظ بیان کریں گے اور یہ لفظیں اس میں آویں گے۔ اس واسطے ان لفظوں کے یاد رکھنے کو کہا اب وہ حکایت سنو!

ایک روز اس عاجز مسکین نے حضرت عالم ربانی مولانا عبدالحی رحمۃ اللہ سے عرض کیا کہ آپ

جو اس قدر میاں صاحب سے اعتقاد رکھتے ہیں اور روپے پیسے کپڑے وغیرہ دنیاوی چیزوں کو چھوڑ کے میاں صاحب کی صحبت اختیار کئے ہیں اور آپ کے بدن پر جو کپڑا ہے اس کے سوا آپ کے پاس کہیں کپڑا بھی نہیں اور آپ جب میاں صاحب کے روبرو بات کرتے ہیں تو ترساں اور لرزاں رہا کرتے ہیں۔ تو للہ آپ ہم سے سچ بیان کیجئے کہ آپ نے میاں صاحب سے کیا پایا جو اپنا حال ایسا بنایا تب مولانا مغفور نے فرمایا کہ انشاءاللہ تعالیٰ میں سچ بیان کرونگا۔

سنو میرا یہ حال تھا کہ میں سلوک الی اللہ اور مشاہدہ حاصل ہونے کا بڑا مشتاق تھا۔ تب میں نے حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز قدس سرہ سے عرض کیا کہ مجھ کو آپ سلوک الی اللہ تعلیم کیجئے اور اس کے قبل میں بہت سے ہندی اور ولایتی مرشدوں سے توجہ لے چکا تھا مگر میرا مقصود حاصل نہ ہوا تھا تب آپ نے مجھ کو حضرت شاہ غلام علی قدس سرہ کے پاس بھیجا وہاں بھی چند روز توجہ لیتا رہا مگر میرا مقصد حاصل نہ ہوا تب میں نے حضرت مولانا سے پھر عرض کیا کہ یہ خادم حضور کے توجہ کا محتاج ہے اور حضور دوسرے مقام میں بھیجتے ہیں ہم کو آپ خود تعلیم کیجئے۔

تب حضرت مولانا نے فرمایا کہ میاں میں بہت بڈھا اور کمزور ہوں اور مجھ میں بہت دیر تک بیٹھنے کی طاقت نہیں یہ مقصد تمہارا میر احمد صاحب سے حاصل ہوگا تم ان سے بیعت کرو تب اس جناب کا یہ فرمانا مجھ کو بہت شاق گزرا اور میں ناراض ہو کے چپ رہا پھر کئی بار اور بھی عرض کیا وہی جواب پایا۔

آخر کو بعد چند روز کے یہ واقعہ درپیش ہوا کہ میں اور حضرت میاں صاحب اور میاں محمد اسمٰعیل مدرسہ کے ایک ہی مکان میں رہا کرتے تھے ایک شب کو بعد عشاء کے جب ہم تینوں شخص پلنگ پر سوئے تب میاں صاحب نے فرمایا کہ مولانا مجھ کو حضرت رب العلمین نے اپنے فضل و کرم سے بطور الہام کے خبر دیا ہے کہ فلانی تاریخ فلانے سفر میں تو جاوے گا فلانے مقام میں یہ ہوگا فلانے مقام میں وہ ہوگا اور اس قدر لوگ مرید ہوں گے۔ وعلی ہذالقیاس سب باتیں بیان کیا[۲۸] پھر دوسرے روز بھی ایسی عجیب وغریب باتیں بیان کیا اسی طرح سے کئی روز تک مکہ معظمہ کے سفر اور جہاد کے سفر اور جہاد کے واقعات کا بیان بتفصیل تمام فرمایا تب ہم نے اور میاں محمد اسمٰعیل نے مشورہ کیا کہ اگر یہ سب باتیں سچ بیان کرتے ہیں تو بلاشبہ یہ بہت بڑے شخص اور قطب ہیں ان سے کچھ فیض لینا بہت ضرور ہے۔ سو آؤ کسی بات میں ان کا امتحان کریں تب میاں محمد اسمٰعیل نے کہا کہ آپ ہم سے بڑے ہیں آپ ہی

تجویز کرکے کسی بات میں امتحان کیجئے آخر کو جب پہر رات کو میاں صاحب نے پکارا کہ مولانا تب ہم نے عرض کیا کہ حضرت آپ کی بزرگی میں کچھ شبہ نہیں مگر ہم کو ان سب باتوں سے کیا فائدہ کچھ ہم کو عنایت کیجئے تب فرمایا کہ مولانا کیا مانگتے ہو تب ہم نے کہا کہ حضرت یہی مانگتے ہیں کہ جیسی نماز صحابہ کرام ادا کرتے تھے، ویسی ہی دو رکعت ہم سے ادا ہو یہ کہا اور میاں صاحب ایک بارگی خاموش ہوگئے اور کئی روز پھر کچھ نہ بولے تب ہم لوگوں نے جانا کہ فقط زبانی باتیں تھیں اصل باتوں سے ان کو کچھ علاقہ نہیں مگر ہمیشہ کی دوستی اور صحبت کی مروت سے ہم لوگ کچھ نہ بولے کہ اب شرمندہ کرنا کیا ضرور اور چپ کرکے سو رہے پھر آدھی رات کے کچھ قبل یا بعد حضرت میاں صاحب نے پکارا مولانا اس پکارنے سے مجھ کو قشعریرہ ہوا اور بدن پر رونگٹے کھڑے ہوگئے اور اس جناب سے مجھ کو بڑا اعتقاد آگیا، تب میں نے جواب میں کہا حضرت تب فرمایا کہ جاؤ، اس وقت اللہ کے واسطے وضو کرو تب میرے بدن پر پھر قشعریرہ ہوا اور میں نے کہا کہ بہت خوب دو تین قدم میں چلا تھا کہ پھر پکارا مولانا سن لو میں پھر کے حضرت کے پاس حاضر ہوا فرمایا تم نے خوب سمجھا میں نے کیا کہا کہ اللہ کے واسطے وضو کرو، پھر میں نے کہا بہت خوب، اور چلا دو تین قدم چلا تھا کہ پھر پکارا اور اسی طرح فرمایا، اسی طرح تین بار کیا اور تیسری بار جاکے میں وضو کرنے لگا تو ایسا حضور دل اور حق سبحانہ کے خوف سے میں نے ادب کے ساتھ وضو کیا کہ ایسا وضو کبھی نہ کیا تھا۔ پھر وضو کرکے حضرت کے حضور میں حاضر ہوا، فرمایا کہ جاؤ، اللہ رب العالمین کے واسطے اس وقت دو رکعت نماز پڑھو تب میرے بدن پر قشعریرہ ہوا اور نماز کے واسطے چلا۔

دو تین قدم چلا تھا کہ پھر پکارا اور میں حضور میں حاضر ہوا فرمایا کہ تم نے خوب سمجھا یا نہیں میں نے کہا کہ بہت خوب اور نماز کے واسطے چلا پھر تیسری بار پکارا اور ویسا ہی سمجھا دیا تب میں نے ایک گوشہ میں نماز شروع کی تو تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہی ایسا مشاہدہ جلال میں غرق ہوا کہ ہوش نہ باقی رہا۔ اور اس قدر رویا کہ آنسو سے ڈاڑھی تر ہوگئی .... اور اس قدر نماز میں غرق ہوگیا کہ دنیا کی یاد مطلق نہ باقی رہی اور نہایت خوف اور لذت کے ساتھ میں نے دو رکعت نماز پڑھی جب دو رکعت پڑھا تو خیال کیا کہ میں نے سورۂ فاتحہ نہ پڑھا۔ پھر سلام پھیر کے دوبارہ دوسری بار دو رکعت کی نیت کیا پھر جب پڑھ چکا تو خیال کیا کہ فاتحہ میں سورہ کو ضم نہ کیا تھا پھر شروع کیا اسی طرح ہر بار ایک ایک واجب کے ترک کرنے کا خیال آتا تھا اور نماز کو ناقص سمجھ کے دہراتا تھا۔ واللہ اعلم۔

سو رکعت یا زیادہ کم پڑھا ہوگا کہ صبح صادق کا قریب ہوا پھر آخر کو ناچار ہو کے سلام پھیرا اور بہت شرمندہ ہوا کہ میری استعداد اس طرح کی ناقص ہے کہ دو رکعت پوری بھی حضور دل کے ساتھ نہ پڑھ سکا اور ایسے کامل شخص کو میں نے آزمایا اب اگر پوچھیں کہ تم نے دو رکعت اللہ کے واسطے پڑھا تو میں کیا جواب دوں گا، میں تو حضور دل کے ساتھ جیسا کہ حق نماز پڑھنے کا ہے ویسا دو رکعت بھی نہ پڑھ سکا اسی سوچ میں شرم کے دریا میں غرق ہو گیا اور اپنے قصور کا معترف ہو کے اللہ سبحانہ سے استغفر اللہ استغفر اللہ کہنے شروع کیا جب اذان ہوئی تب مجھ کو ہوش ہوا اور یاد پڑا کہ صحابہ کرام کا یہی حال تھا کہ تمام رات عبادت کرتے اور پچھلی رات استغفار کرتے تھے، ان کی شان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا المستغفرین بالاسحار اور سوچا کہ بلاشبہ یہ بڑے کامل مرشد ہیں کہ ان کے کلام سے میرا مقصد پورا ہوا اور جو نعمت مدت دراز کی محنت میں حاصل نہ ہوئی تھی سو ان کے ایک دم فرمانے سے حاصل ہوئی۔

پھر میں مسجد میں گیا اور قبل نماز فجر کے میں نے حضرت میاں صاحب سے بیعت کیا اور صبح کی نماز کے بعد میاں محمد اسمٰعیل سے میں نے رات کا قصہ پورا بیان کیا اور اپنے بیعت کرنے کا بیان کیا آپ نے فرمایا بارک اللہ بارک اللہ خوب کیا میاں میں تم سے اس واسطے کہا کرتا تھا کیوں میاں تم نے میر صاحب کا کمال دیکھا تب میں نے عرض کیا کہ حضرت میں نے بہت درویشوں کی خدمت کیا اور بہت طریقوں کے موافق میں نے شغل اور مراقبہ کیا میرا مقصد کبھی نہ حاصل ہوا حضرت سید صاحب نے ایک بات زبان سے کہہ دیا اور میں دلی مقصد پا گیا حضرت کو یہ کون طریقہ کہلاتا ہے۔

تب فرمایا کہ میاں ایسے لوگ کسی طریقہ کے محتاج نہیں ہوتے ایسے لوگ جو زبان سے کہیں وہی طریقہ ہے ایسے لوگ خود صاحب طریقہ ہوتے ہیں، اور ایسے لوگ طریقہ نکالتے ہیں حضرت مولانا کے فرمانے سے اور بھی زیادہ مجھ کو حضرت میاں صاحب کے مرشد صاحب طریقہ ہونے کا یقین ہوا اور میرا اعتقاد اور بھی زیادہ ہوا اس سبب سے میں میاں صاحب کی غلامی میں حاضر ہوں اور ان کی غلامی کے قابل بھی میں اپنے تئیں نہیں پاتا۔

تمام ہوئی تقریر مولانا عبدالحی مرحوم کی۔

بس حضرت مرشد برحق کے صاحب طریقہ ہونے کے واسطے ہندوستان اور بنگالے کے سارے اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز کا اس قدر فرمانا کفایت ہے[۲۹]

واضح رہے صاحب مخزن احمدی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ سید شہیدؒ نے خود مولانا عبدالحئی کو دو رکعت نماز پڑھائی اور نور علی نور میں جو تقریر نقل کی گئی ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ مولانا عبدالحئی نے خود نماز پڑھی ہے یہ تعارض جو بظاہر ان دونوں بیانات میں نظر آتا ہے اس میں تطبیق اور جمع کی صورت یہ ہے کہ سید شہیدؒ نے پہلے خود دوگانہ پڑھائی اور پھر انہوں نے جدا جدا پڑھی چنانچہ مقالات طریقت (مطبع متین کرمان حیدرآباد دکن) صفحہ ۱۹۰ میں مذکور ہے۔

حضرت سید شہیدؒ نے اپنے ساتھ ان کو نماز میں کھڑا کیا جب نماز پڑھ چکے تو فرمایا کہ اب جدا جدا نیت باندھ کر ایک دوگانہ علیحدہ ادا کرو جب کھڑے ہوئے تو اس طرح استغراق ہوا کہ دو رکعت ہی میں شب بسر ہوگئی جب یہ فیض باطن مشاہدہ کیا تو صبح کو دونوں صاحبوں نے بیعت کی اور یہاں تک آپ کی کفش برداری میں حاضر رہے کہ کفش برداری کو فخر جانتے تھے، چند روز کے بعد آپ نے فرمایا کہ مولانا مشیت الٰہی میں یہ ہے کہ تم کو تکمیل اس علم کی اور تتمیم ان مراتب کی سفر میں حاصل ہو ان کو ہمراہ لے کر مکہ معظمہ کا سفر کیا۔

موضوع حقیقۃ الصلوٰۃ

حقیقت الصلوٰۃ اور اسرار صلوٰۃ کے موضوع پر حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی المتوفی ۵۰۵ھ نے احیاء علوم الدین (طبع مصر ۱۳۵۸ھ ج۔ ا صفحہ ۱۰۲ تا ۱۵۱) میں اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی نے حجۃ اللہ البالغہ طبع بریلی ۱۲۸۶ھ صفحہ ۱۴۵ میں اور ان کے شاگرد حافظ علامہ سید مرتضیٰ بلگرامی ثم زبیدی ثم عصری المتوفی ۱۲۰۵ھ نے اتحاف السادۃ المتقین بشرح احیاء علوم الدین (جلد سوم طبع مصر ۱۳۱۱ھ) میں اور خواجہ میر درد المتوفی ۱۱۹۹ھ نے رسالہ اسرار الصلوٰۃ ۱۱۵۲ھ میں محققانہ اور عالمانہ انداز میں نہایت دقیق نکات و اسرار کی نشاندہی کی ہے لیکن سید احمد شہیدؒ کی اس موضوع پر تقریر اپنے پیشروؤں سے مختلف اور جدا ہی نہیں بلکہ سادہ اور سہل اور آسان بھی ہے کہ عالم و جاہل ہر ایک اس کو آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔ اس لحاظ سے رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ اپنے بعض خوبیوں کے لحاظ سے یکتا ہے اور اس موضوع پر اردو زبان میں پہلی کتاب سید شہید کی عجیب یادگار ہے جس کا محفوظ رکھنا ہمارا فرض ہے

اس تصنیف سے سید احمد شہیدؒ کی وقت نظر، انداز فکر، مسائل کی حقیقت اور روح شریعت تک رسائی پر بھی روشنی پڑتی ہے نیز معلوم ہوتا ہے کہ ان کو مشکل سے مشکل مسائل کو سیدھی سادی مثالوں سے سمجھانے پر بڑی قدرت حاصل تھی۔

اس کتاب کے مطالعہ سے اس امر کا اعتراف کرنا پڑتا ہے کہ سید احمد شہیدؒ کو خانوادہ ولی اللہی سے

فہم مسائل میں گہری علمی مناسبت حاصل ہو گئی تھی چنانچہ وہ اسرار و معارف اور دقیق علمی نکتے بھی خوب بیان کرتے تھے اور یہ خانوادہ ولی اللہی کا طغرائے امتیاز ہے، ناظرین کو اس امر کا اندازہ اس واقعہ سے ہو سکتا ہے۔ جو محمد ابراہیم ضیاء نے حاجی محمد حسین سہارنپوری کے واسطے سے ان کے استاد مولوی وجیہ الدین پھلتی شاگرد شاہ محمد اسمٰعیل شہیدؒ سے نقل کیا ہے کہ۔

ایک دن آپ (سید احمد صاحب) نے مولوی وجیہ الدین صاحب مسطور (جن کا ذکر اوپر آیا ہے) سے فرمایا کہ تم مجھ سے کوئی علمی بات نہیں پوچھتے اس کا کیا سبب ہے انہوں نے عرض کی کہ میرے استاد مولانا اسماعیل حضرت سے جو پوچھتے ہیں اس کا جواب پاتے ہیں مجھ میں کیا حوصلہ ہے کہ کچھ پوچھوں آپ نے فرمایا خیر وہ پوچھیں تو پوچھیں تم بھی کچھ پوچھو۔ انہوں نے پوچھا کہ :۔

الرکن الاسود یمین اللہ فی الارض یصافح بہا عبادہ کما یصافح احدکم اخاہ کے کیا معنی ہیں۔

فرمایا یہ تو اور متشابہات کی جیسی بات ہے جس طرح کہ "ید" اور "وجہ" آیا ہے ویسا یہ بھی ہے دوسری بات اس میں یہ ہے کہ کعبہ عوام کے واسطے ثواب کی جگہ ہے جیسا کہ فرمایا مثابۃ للناس موضع (ثواب کا آدمیوں کے واسطے) وہاں جانے اور طواف کرنے سے گناہ دور ہوتے ہیں۔ ثواب حاصل ہوتا ہے اور خواص کو ایک نسبتِ خاص ہے کہ عوام کو نصیب نہیں۔

اس کو یوں سمجھنا چاہیئے کہ جب مرید مرشد کے روبرو بیٹھتا ہے اور مرشد کے انوار اور برکات اس میں حسب استعداد اس کے اثر کرتے ہیں تو مرید کا باطن نہایت پُر انوار اور شوق و ذوق سے بیقرار ہوتا ہے تو مرید چاہتا ہے کہ مرشد کے تصدق ہو جئے اور قدم چومے۔ مرشد اس کا شوق و ذوق دیکھ کر ہاتھ بڑھاتا ہے تا وہ دست بوسی کرے اور اس کو تسکین ملے۔ اسی طرح ارباب نسبت جب طواف میں مشغول ہوتے ہیں تو ان کا باطن شوق و ذوق سے نہایت بے قرار ہوتا ہے حجر اسود کا بوسہ لیتے ہیں تو اپنے باطن میں تسکین پاتے ہیں۔

دفتر صوفی سواد حرف نیست جز دل اسپید ہمچو برف نیست
زاد دانش مند آثار قلم زاد صوفی چیست اسرار قدم
انچہ تو در آئینہ بینی عیاں پیر اندر خشت بیند پیش ازآں

در دلِ انگورمے را دیدہ اند   در فنائے محض شی را دیدہ اند[۳۲]

حقیقت یہ ہے کہ شاہ عبدالعزیز کو دہبی علوم سے جو حصہ وافر ملا تھا۔ اس سے سید شہیدؒ محروم نہیں رہے۔ انہیں بھی اس نعمت سے نوازا گیا۔ یوں سید شہیدؒ کو ظاہری و باطنی جامعیت حاصل ہوئی۔ دیکھو کمال باطنی کا یہ حال تھا کہ ہزاروں لاکھوں آدمیوں کو آپ کی صحبت ہی نے خدارسیدہ بنا دیا تھا۔ اس امر کا اندازہ ناظرین کو صرف ایک واقعہ سے ہوسکتا ہے، جو حکیم الامت مولانا اشرف علیؒ تھانوی نے استاذ الاساتذہ مولانا محمد یعقوب نانوتوی المتوفی ۱۳۰۲ھ سے نقل کیا ہے موصوف کا بیان ہے۔

استاذی حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب فرماتے تھے کہ ایک عامی شخص نانوتہ کی مسجد میں نماز پڑھنے آتے اور وہ جب آتے تمام مسجد منور ہو جاتی تو پتہ نہ چلا کہ یہ انوار کس سبب سے ہیں۔ پھر بعد غور معلوم ہوا کہ فلاں شخص کے آنے پر ہوتے ہیں ان کی وضع سے اس کا گمان بھی نہ ہوتا تھا اس لیے اول اول تذکرہ ہی نہیں کیا۔ احتمال رہا کہ شاید اور کچھ سبب ہو مگر جب تکرار مشاہدہ سے اس کی تعین ہوگئی کہ یہی شخص اس کا سبب ہیں تو ان سے دریافت کیا کہ اس کی وجہ کیا ہے کہ ذاکر شاغل بھی معلوم نہ ہوتے تھے، انہوں نے کہا کہ میں تو کچھ نہیں جانتا مگر حضرت صاحبؒ (سید احمدؒ) کی صحبت میں البتہ چند روز رہا ہوں۔ یہ اس کی برکت تھی[۳۳]۔

جب جہاد کی دعوت دی تو خلق خدا پر جو اثر ہوا ہے اس کا نقشہ حافظ محمد حسین مرادآبادی نے حسب ذیل الفاظ میں کھینچا ہے۔

مسلمانان ہندوستان را بر تحریض جہاد تعلیم ظاہر نمودہ نفیر عام کردند و نیز تسخیر قلوب مریدان و جذب معتقدان نمودند آنچناں ہمت باطن بر خاص و عام ریختند کہ مسلمانان دیار ہند برادر برادر را و پسر مادر را و پدر پسر و دختر را و زوج زوجہ را گذاشتہ ہمراہ آنجناب شد۔

ہندوستان کے مسلمانوں کو جہاد پر آمادہ کیا اور پھر جہاد کی نفیر عام کی۔ مریدوں کے قلوب کو مسخر کیا۔ معتقدوں کو اپنی طرف کھینچا اور اپنے فیض باطنی سے عام و خاص پر ایسی توجہ فرمائی کہ دیار ہند کا مسلمان، بھائی بھائی کو، بیٹا ماں کو، باپ بیٹے اور بیٹی کو اور شوہر بیوی کو چھوڑ کر حضرت ممدوحؒ کیساتھ ہولیا۔

توجہ، مراقبے اور اشغال تصوف کی تحقیق موصوف کو ایسی تھی کہ اوروں کو کم ہوگی صراط مستقیم اس پر شاہد عدل ہے۔

کمال ظاہری کا یہ حال تھا کہ مولانا عبدالحیؒ بڈھانوی اور شاہ اسمعیل شہیدؒ جیسے جلیل القدر علما جن کا ثانی کم پیدا ہوگا اپنے شبہات علمی پوچھتے اور جواب باصواب پاتے تھے،

اسی ذات قدسی صفات نے نماز کی حقیقت کو حقیقت الصلوٰۃ میں سمجھایا ہے یہ ایک مختصر رسالہ اردو زبان میں اس اعتبار سے خاص مقام رکھتا ہے کہ سید احمد شہیدؒ نے اس میں نماز کے طریقے اس کی حقیقت اور ارکان صلوٰۃ کی باہمی ترتیب و مناسبت کو عام فہم سادہ اور سلیس اردو میں لکھا ہے انداز بیان بھی بڑا دلکش اور دلنشین ہے[۳۵]

"حقیقتہ الصلوٰۃ" اور "حقیقت نماز" کے نام سے اردو کے بعض نامور اہل قلم نے بھی کتابیں لکھی ہیں ان کو پڑھ لیں اور اس چھوٹے سے رسالہ کو بھی، آپ کو خود اندازہ ہوجائیگا کہ کس کی بات دل پر اثر کرتی ہے۔

رسالہ حقیقۃ الصلوٰۃ

الٰہی شکر تیرے احسان کا کہ تونے ہمارے دل کو روشن اور زبان کو گویا کیا اور ایسے نبی مقبول کو خلق اللہ کی ہدایت کے واسطے بھیجا کہ جن کی ادنیٰ شفاعت سے دونوں جہان کی نعمت پاویں۔ اور اس کی رہنمائی سے عرفان کی لذت اٹھاویں۔

پس درود اس نبی مختار اور اس کے آل اطہار اور اصحاب کبار پر ہو جو کہ جن نے بشر کو ضلالت اور گمراہی سے باز رکھا اور علماء و فضلاء کو زیور علم و دانش سے آراستہ کیا۔

پیچھے حمد خدا اور نعت رسول کے ارباب دانش پر ظاہر ہو جو کہ مسلمان کو لازم ہے کہ اپنے رب کو پہچانے اور اس کی صفات جانے اور اس کے حکم کو معلوم کرے اور مرضی نامرضی اس کی تحقیق کرے کہ بغیر اس کے بندگی نہیں اور جو بندگی بجا نہ لاوے بندہ نہیں۔

اور بڑی بندگی نماز ہے کہ بدون اس کے کوئی بندگی قبول نہیں کیونکہ سراسب بندگیوں اور بُرے کاموں سے بچنے کا یہی ہے اور اس نماز سے کوئی غافل نہیں، نہ درخت، نہ عمارات نہ پرند، نہ حیوانات، نہ حشرات، نہ زمین، نہ پہاڑ، نہ ستارہ، نہ آسمان نہ ارواح، نہ فرشتے جیسے کہ نماز درخت اور عمارات کی قیام ہے اور پرندا ور حیوانات کی رکوع اور تمام حشرات کی سجود اور زمین پہاڑ کی قعود اور ستاروں اور آسمان کی حرکت اور ارواح اور فرشتوں کی طہارت اور تسبیح اور کلمہ شہادت اور تلاوت قرآن اور ذکر و دعا

اور اس انسان کو کہ خاص چیلا سرکاری ہے، ساری خوبیاں تھوڑے عرصہ میں مرحمت فرمائیں اور خلیفہ کرکے سب پر اس کو حکم دیا، جس نے فرماں برداری کی اور حکم بجالایا اس کا منصب قائم رہا اور بہشتی ہوا۔ اور جس نے نافرمانی کی اور حکم پر قائم نہ رہا وہ بے منصب ہوا اور الٹے پاؤں دوزخ میں گرا۔

اور جاننا چاہیئے کہ جو کوئی نماز پنجگانہ ادا کرتا ہے اس کو ثواب ایسا ملتا ہے جیسا زکوٰۃ اور حج اور روزے اور جہاد کا، اس طرح کہ خرچ پانی اور کپڑے کا خدا کی بندگی کے واسطے کرے بجائے زکوٰۃ کے ہے اور رخ ہونا طرف کعبے کے حج ہے تکبیر تحریمہ بجائے احرام کے اور منہ طرف قبلے کے کرنا بجائے طواف کے اور کھڑا ہونا بجائے وقوف عرفات کے اور رکوع اور سجود اور رکعتیں مانند دوڑنے درمیان صفا مروہ کے اور موقوف کرنا کھانا پینا بجائے روزہ کے ہے اس لئے کہ صوم بند کرنا نفس کا ہے اور بند کرنے سے نفس کے ایک ساعت بھی اس کی خواہشوں سے ایک صورت صوم کی ہوجاتی ہے بلکہ بہ نسبت روزے کے ایک طور سے زیادہ بند کرتا ہے اس واسطے کہ توجہ ظاہری اور باطنی طرف غیر کے کرنا نہیں چاہیئے۔ اور دفع کرنا شیطان کا اور مشقت میں ڈالنا نفس کا اس کی سستیوں کے اوقات میں نماز اسی واسطے جہاد ہے لیکن نماز میں حضوری دل کی شرط ہے کہ بدوں اس کے نماز پوری نہیں لکھی جاتی بلکہ کبھی آدھی کبھی تہائی یا چوتھائی یا پانچواں حصہ یا چھٹا یا ساتواں یا آٹھواں یا نواں یا دسواں، اسی واسطے ہے کہ ہر رکن نماز میں اتنا ٹھہرے کہ کوئی لحظہ حضوری میسر ہو۔

اور حضوری کئی طرح پر ہے، ایک یہ کہ مضمون ہر رکن کا خیال کرے اور آپ کو سامنے رب کے جانے اور اس کو متوجہ حال اپنے کا سمجھے اور جونسی سورت پڑھے مضمون اسی صورت کا خیال کرے اگر مقام عتاب اور غصے کا ہے خوف کرے اور پناہ چاہے اور جو مقام رحمت اور عنایت کا ہے اس کو خدا سے طلب کرے اور سوا اس کے اور بھی باتیں ہیں کہ وے واسطے خاص کے ہیں نہ واسطے عام کے۔

اور حضوری بغیر تاثیر دل کے میسر نہیں اور تاثیر دل کی بدوں دانست معانی الفاظ کے حاصل نہیں۔ اسی واسطے جو کچھ نماز میں ہے معنی اس کے ہندی زبان میں محاورے کے موافق لکھے ہیں اکثر غریب لوگ جو ان معنوں سے مطلق بے خبر ہیں سمجھ کے حضور دل سے نماز گزاریں اور بہت سی حلاوت پاویں۔

اور ایک فائدہ اور ہے اگر معنی الفاظ کے جانیں تو سب بڑے کاموں سے کہ جن سے نقصان ایمان کا ہے بچیں اور معلوم کریں کہ جو اقرار اپنے رب کے سامنے کیا ہے اسی پر قائم رہیں۔

اور ہر ایک طالب ایمان کو لائق ہے کہ حقیقت نماز کی اس طور پر جانے کہ حضرت حق نے مجھ کو تمام پیدائش میں بہتر پیدا کر کے بڑی تاکید سے واسطے حاضر ہونے دربار کے پانچ وقت اذن مطلق دیا ہے اور محتاج اس کے اذن کا اور احسان مند کسی دربان یا نقیب کا نہیں کیا اور غیر حاضری پر وعدہ سخت عذاب کا فرمایا اور جاننا چاہیئے کہ ایسی نعمت عظمیٰ سے محروم رہنا اور وعدہ سخت عذاب کا سر پر لینا بڑی نادانی اور کمینہ پن ہے۔ پس اسی طرح عظمت نماز کی خوب سمجھ کر تمام آداب کہ لائق قبولیت بارگاہ بادشاہ حقیقی کے ہودیں بجالاوے۔

پہلے طہارت اور پاکیزگی کرے یعنی وضو کرے اور جو حاجت نہانے کی ہو غسل کرے جیسا کہ کوئی جب بادشاہی دربار کے جانے کا ارادہ کرتا ہے پہلے حمام کرتا ہے پھر کپڑے پہن کے جاتا ہے بعد اس کے منہ طرف کعبے کے کھڑا ہو کر کرے۔

(فائدہ) اس میں یہ ہے کہ کعبہ ناف زمین ہے اور تمام زمین اسی سے پھیلائی گئی ہے اور پیدائش جسم آدمی کی خاک سے ہے جب ظاہر جسم اپنے کو طرف اس کی اصل کے متوجہ کیا باطن کو بھی یعنی روح کو طرف اس کی اصل کے یعنی حق تعالیٰ پیدا کرنے والا اس کا ہے متوجہ کیا چاہیئے اور ہمیشہ اوقات پنجگانہ نماز بلاشبہ وقت دربار اور حضور کا جان کر حاجات اپنی عرض کرے۔

اب بیان نماز کا اور معنی الفاظ کے مثال پر سمجھیے۔ مثلاً جس وقت کوئی بندہ قصد مناجات اور عرض حاجات کا دل میں مقرر کر کے حاضر دربار خاص کا ہو اور نہایت تعظیم اور عقیدہ درست اور نیت خالص سے روبرو اس بادشاہ عالی جاہ کے کھڑا ہو کر اور رخ التفات کا اور طرف سے پھیر کر کہے

اللہ اکبر اللہ بہت بڑا ہے۔

(فائدہ) تو اسی وقت بادشاہ عالی جاہ اپنے بندے کے قصد اور ارادے پر مطلع ہو کے عنایت خاص مرحمت فرماتا ہے۔

(فائدہ) اور اٹھانا دونوں ہاتھوں کا تکبیر میں دست بردار ہونا دونوں جہان سے ہے۔

(فائدہ) نیت اور تکبیر فرض ہے بعد اس کے دعا استفتاح ہے اور اس میں تعظیم اور توحید ہے وہ یہ ہے۔

(فائدہ) سبحانک اللھم وبحمدک وتبارک اسمک وتعالیٰ جدک ولا الٰہ غیرک

یعنی ساتھ پاکی کے یاد کرتا ہوں میں تجھ کو اے اللہ اور ساتھ تعریف تیری کے اور بہت خوبیوں کا ہے نام تیرا ہے اور بہت بلند ہے مرتبہ تیرا اور نہیں کوئی لائق بندگی کے سوا تیرے۔

(فائدہ) یہ دعا سنت ہے کہ جس قدر کلام تعظیم اور توحید کے اس بندے کی زبان سے صادر ہوتے ہیں عنایت شاہی اس پر وہ چند نازل ہوتی ہے ایسے وقت نزول رحمت الٰہی کے خیال سے کہ حضور بادشاہ کا میسر ہے دل اپنا حاضر کر کے حاجات اپنی عرض کرے لیکن پہلے عرض سے مضمون دفع شیطان کا کہ وہ بڑا عارج اور دشمن قدیم ہے ہوشیار ہو کر دل میں لاوے اور زبان سے کہے۔

اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم (مسلسل)

سالانہ چندہ - ۶ روپے
غیر ممالک سے ۱۲ شلنگ
انگلینڈ سے ایک پونڈ

الحق

دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک کا
علمی دینی اصلاحی ماہنامہ
زیر سرپرستی
حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک

جو تھوڑے عرصہ میں بفضلہ تعالیٰ ملک کے علمی و دینی حلقوں میں نمایاں مقام و مقبولیت حاصل کر چکا ہے

عزائم کی ایک جھلک

قرآن و سنت کی روشنی میں عالم اسلام کے دینی مسائل کا حل، سلف صالحین اور اکابرین دیوبند کے مسلک کی روشنی میں علم و عرفان کے موثر اور ایمان افروز مقالات۔ ائمہ ہدایت اور ارباب عزیمت کے درخشندہ کارنامے شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی حضرت حکیم الامۃ مولانا اشرف علی تھانوی حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی لاہوریؒ کے ارشادات اور حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب مدظلہ کے درس حدیث کے افادات و خطبات جمعہ وغیرہ اور دیگر اکابرین کے علمی افادات و غیر مطبوعہ خطوط و ملفوظات اور تقاریر۔ دارالعلوم کے علمی اور دینی سرگرمیوں کا تذکرہ اور جدید کوائف - دارالعلوم حقانیہ کے اہم فتاویٰ کی اشاعت

التماس عامۃ المسلمین اور اہل علم حضرات سے پرزور گذارش ہے کہ وہ اس خالص علمی و دینی مجلہ کی سرپرستی فرماتے ہوئے اولین فرصت میں اس ماہنامہ کے مستقل خریدار بنیں اور اپنے حلقہ احباب میں بھی اس کی ترویج و اشاعت کی سعی بلیغ فرماویں

شائع کردہ:- شعبہ نشر و اشاعت دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک (ضلع پشاور)